اخبار امت

الجزائر: ظلم کا سلسلہ کب تک؟

امجد عباسی

امت مسلمہ کا یہ کیسا المیہ ہے کہ اس کا ایک عضو اذیت اور تعذیب کا شکار ہو (اپنوں ہی کے ہاتھوں) اور امت کے باقی اعضا آرام و اطمینان سے ہوں! الجزائر میں بے گناہ شہریوں کو ذبح کر کے ہلاک کرنے کے روح فرسا واقعات اتنے تسلسل سے اخبارات میں شائع ہو رہے ہیں کہ پڑھنے والوں کا احساس بھی کند ہو گیا ہے۔ یہ بات اب ثابت ہو چکی ہے کہ یہ کارروائی کرنے والے درحقیقت سرکاری ایجنسیوں کے افراد ہیں۔ فوجی کیمپوں کے پڑوس کی آبادیوں میں کارروائی ہوتی ہے' کوئی پکڑا بھی نہیں جاتا اور فوجیوں کے سامان میں نقلی ڈاڑھیاں بھی پائی جاتی ہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ الجزائر کے تعذیب خانوں میں اسلام کا نام لینے والے بے گناہ مردوں اور عورتوں پر ظلم کے جو پہاڑ توڑے جا رہے ہیں وہ ایک الگ کہانی ہے۔ اس کی تفصیلات پہلی بار مستند طور پر برطانیہ کے اخبار انڈی پنڈنٹ (۳۰ اکتوبر ۹۷) میں رابرٹ فسک (Robert Fisk) سامنے لایا ہے۔ کاش یہ خصوصی اسٹوری (scoop) کوئی پاکستانی صحافی لاتا!

تفصیلات رونگٹے کھڑے کر دینے والی ہیں۔ بیان کا یارا نہیں۔ خاتون پولیس کی ۳۰ سالہ دلیلہ خود ٹارچر کرنے میں شریک رہی ہے۔ اس کے دل میں ہمدردی کی کوئی رمق جاگی تو اس نے گینگرین کے شکار ایک ۵۵ سالہ مظلوم کو کچھ پنسلین فراہم کر دی۔ اس جرم میں اس کے خلاف کارروائی کا آغاز ہوا تو وہ بچتی بچاتی' لندن پہنچی۔ اب وہ ڈراؤنے خواب دیکھتی ہے اور ماہر نفسیات کے زیر علاج ہے۔

دلیلہ کا کہنا ہے: "وہ ٹارچر کرتے تھے۔ میں دیکھتی تھی۔ معصوم نوجوانوں کو جنگلی جانوروں کی طرح ٹارچر کیا جاتا تھا۔ میں کیا کرتی' میں نے خود یہ ٹارچر سیشن دیکھے۔ وہ لوگوں کو رات ۱۱ بجے قتل کرتے تھے' جن کا کوئی قصور نہ تھا' جنھوں نے کسی کا کچھ نہ بگاڑا ہوتا۔ ان کے مخالف بس یہ اطلاع دیتے ہیں کہ یہ دہشت گرد ہے اور اس شخص کو گرفتار کر کے اذیتیں دے کر ہلاک کر دیا جاتا ہے"۔ وہ کہتی ہے کہ اس نے خود' کئی ماہ تک' روزانہ ۱۲ کے حساب سے' ایک ہزار افراد کو ٹارچر کا شکار ہوتے دیکھا۔ کارروائی صبح ۱۰ بجے شروع

ہوتی' اور رات ۱۱ بجے تک شفٹوں میں جاری رہتی تھی۔

دلیلہ بتاتی ہے کہ میں نے ایک دفعہ افسر بالا حامد سے احتجاج کی کوشش کی: "آپ کو ایسا نہیں کرنا چاہیے' وہ بھی مسلمان ہیں۔ مارنے سے پہلے' کوئی ثبوت تو ہونا چاہیے!" اس نے جواب دیا: "لڑکی! پولیس میں تمھارا کام نہیں ہے۔ جس پر بھی شبہ ہو' اسے مار دو۔ اسی طرح تمھارا پروموشن ہو گا"۔

دلیلہ نے فسک کو بتایا کہ Cavignac پولیس اسٹیشن کے تعذیب خانے میں روزانہ دس بارہ افراد ہلاک ہو جاتے تھے۔ وہ پکارتے رہ جاتے تھے کہ "اللہ کے لیے' ہم نے کچھ نہیں کیا۔ ہم سب ایک ہیں۔ تمھاری طرح مسلمان ہیں" لیکن جلادوں پر کوئی اثر نہ ہوتا تھا۔ انھیں نیم عریاں یا عریاں کر کے ٹکٹکی پر باندھ کر ناقابل بیان اذیت دی جاتی تھی۔ منہ میں پانی کا پائپ باندھ کر اتنا پانی بھرنا کہ پیٹ پھٹ جائے' خواہ ہلاکت واقع ہو جائے' پسندیدہ ٹارچر تھا۔ کہتے تھے کہ دستخط کرو کہ تم نے فلاں فلاں کو قتل کیا ہے۔ بعض قیدیوں کے داڑھی ہوتی تھی' بعض کے نہیں بھی ہوتی تھی۔ دو دن میں ایک دفعہ روٹی دی جاتی تھی۔ پولیس کا اعلیٰ افسر حکم دیتا کہ ان کی "مہمان داری" کی جائے اور ٹارچر کا عمل شروع ہو جاتا تھا۔

دلیلہ نے بتایا کہ خواتین قیدیوں کو Chateanuet پولیس اسٹیشن کے ایک خاص حصے میں لے جایا جاتا جسے "جرائم کے خاتمے کی قومی تنظیم" کا نام دیا گیا تھا۔ یہاں خفیہ پولیس والے صرف خصوصی پاس پر داخلے کی اجازت دیتے تھے۔ بڑے افسر ہی یہاں جا پاتے تھے۔ بالآخر یہاں بھی قتل کیا جاتا تھا۔

فسک لکھتا ہے کہ انڈی پنڈنٹ نے شہادتیں جمع کی ہیں کہ الجزائر میں فوج کی حمایت سے قائم حکومت کی پولیس نے تقریباً ۱۲ ہزار شہریوں کو گھروں سے اٹھا کر غائب کر دیا ہے۔ سیکیورٹی فورس کے کچھ لوگوں نے برطانیہ میں پناہ لے کر واقعات بیان کیے ہیں کہ کس طرح سرکاری سرپرستی میں بڑے پیمانے پر ٹارچر کی کارروائیاں (mass torture) چار سال سے جاری ہیں۔ ناخن اکھاڑے جا رہے ہیں' تیزاب بھرے کپڑوں سے دم گھوٹا جا رہا ہے' پیٹ میں پانی بھرا جا رہا ہے' خواتین کو گینگ ریپ کا شکار کیا جا رہا ہے۔ جب کوئی "غائب" (disappeared) کر دیا جاتا ہے تو اس کے رشتے دار ۲'۳ ماہ پولیس اسٹیشن کے چکر کاٹتے ہیں اور پھر صبر کر لیتے ہیں اور جان لیتے ہیں کہ ان کا عزیز انسانی حقوق کے علم بردار' مہذب' مغرب کی حمایت سے قائم فوجی حکومت کی نذر ہو گیا ہے۔

ایک ۲۳ سالہ فوجی کا بیان ہے کہ اس نے ایک قتل گاہ میں افسروں کو "اسلامسٹ" قیدیوں کی ٹانگوں اور پیٹ میں ڈرل کے ذریعے سوراخ کرتے دیکھا۔ انسپکٹر عبدالسلام جو ایرپورٹ کے قریب دارلبیدہ پولیس اسٹیشن کا انچارج تھا' بتاتا ہے: "قیدیوں کو تیزاب پینے پر مجبور کیا جاتا تھا' یا چہرے پر کپڑا ڈال کر تیزاب چھڑک دیا جاتا تھا"۔

۴۶ سالہ وکیل محمد طاہری نے مظلوموں کی داد رسی کو اپنی زندگی کا مشن بنایا ہے۔ اس کی فائلوں میں

بے شمار تصاویر اور مستند معلومات موجود ہیں۔ وہ خود بھی ہر وقت "غائب" کیے جانے کے خطرے میں ہے۔ اس نے بتایا کہ ۲۳ سالہ نائمہ اور ۲۹ سالہ نجوعہ بوغلامہ دو بہنیں تھیں۔ دونوں اس عدالت میں کلرک تھیں جس کا جج بدقسمتی سے ان مشتبہ اسلامسٹوں کی فہرست کی تفتیش کر رہا تھا جو سوئس ایجنٹوں نے تیار کی تھی اور ایک سوئس اہلکار نے الجزائری خفیہ پولیس کو فروخت کی تھی۔ دونوں کو سرکاری ایجنٹوں نے اغوا کیا۔

۲۸ سالہ امینہ بسلیمان کا قصور یہ تھا کہ اس نے تباہ حال عمارتوں اور قبرستانوں کی تصاویر لی تھیں تاکہ شہریوں کے خلاف حکومت کے تشدد کا ثبوت فراہم ہو۔ اس کو ۱۳ دسمبر ۱۹۹۴ کو گرفتار کیا گیا اور پھر نہیں دیکھا گیا۔ اس کی والدہ کو کہا گیا ہے کہ اب اسے دیکھنے کی امید نہ رکھے۔

فسک نے لکھا ہے کہ جب بھی طاہری کوئی تصویر مجھے دکھانے کو نکالتا ہے تو میری نظر درجنوں تصاویر پر پڑتی ہے۔ جوان، بوڑھے، لڑکیاں، داڑھی والے، بے داڑھی والے، سب مشتبہ اسلامسٹ۔ ۴۷ سالہ احمد عبود ان میں سب سے بڑے اور ۱۰ سالہ ابراہیم سب سے چھوٹا ہے۔ سعیدہ خروبی، جس کے بال ڈیانا جیسے ہیں، ایک اسلامی گروپ کے مطلوب فرد کی بہن تھی۔ اس سال ۷ مئی کو اسے غائب کر دیا گیا۔ تشدد سے اس کے پاؤں کی ہڈیاں ٹوٹنے کا معلوم ہوا ہے۔

ٹارچر کے ان ناقابل یقین واقعات کا، اس بیسویں صدی میں، نہ ختم ہونے والا سلسلہ جاری ہے۔ یہ وہ ہے جو سامنے آگیا ہے، جو نہیں آیا وہ معلوم نہیں کتنا ہے۔

مسلم ممالک کے عوام کے ساتھ ان کی ناجائز حکومتیں یہ سلوک کرنے میں کیوں کامیاب ہیں؟ پہلے ان کے جمہوری فیصلے کو مسترد کیا جاتا ہے اور پھر فوجی جنرلوں کا ٹولہ ریاست کی مشینری کو اسلام کا نام لینے والوں کا نام و نشان مٹانے کی برخود غلط پالیسی پر عمل میں لگانے میں کامیاب ہوتا ہے۔ یقیناً مغرب قصوروار ہے کہ ان ظالموں اور جابروں کے سر پر ہاتھ رکھتا ہے، لیکن امت مسلمہ کے بیدار عناصر، کیوں سب کچھ خاموشی سے برداشت کرتے ہیں؟

مجھے ایک مقرر کی یہ بات یاد آتی ہے کہ جب تک آپ دوسرے پر ظلم کو اپنے پر ظلم نہ سمجھیں گے، ظلم کا سلسلہ نہ رکے گا۔ اگر جمال عبدالناصر کو اخوان پر ظلم نہ کرنے دیا جاتا، تو عالم اسلام میں ان قصائیوں کی حکمرانی کے راستے بند ہو جاتے۔ اگر آج الجزائری حکومت کے ان مظالم کو ہم اپنے پر ظلم سمجھیں تو بہت سے راستے موجود ہیں۔ ۵۰ کے عشرے میں تو رسل و رسائل کا یہ دور نہ تھا جو آج ہے۔ کیا یہ المیہ نہیں کہ ایک برادر اسلامی ملک میں ۴ سال سے جاری اس سلسلہ تعذیب کی خبر ہمیں ایک مغربی نامہ نگار دے رہا ہے! کیا دنیا بھر کے "اسلامسٹ"، الجزائری حکومت کو دنیا میں تکو نہیں بنا سکتے کہ مغرب کے لیے اس کی سرپرستی ناممکن ہو جائے۔